السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ملک میں مختلف بیمہ کمپنیاں سرگرم عمل ہیں جو بیمہ کے جواز میں بڑے بڑے جید علما کے فتوے پیش کرتی ہیں، کیا ایسی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بیمہ نظریے اور نظام کے اعتبار سے باہمی امداد اور تعاون محض پر قائم ہے لیکن اس کی ترویج کے لیے جو وسائل و ذرائع استعمال کیے گئے ہیں وہ خود اس نظریے کی نفی کرتے ہیں کیونکہ جب اسے کاروباری شکل دی گئی تو اس میں سود، دھوکہ اور جوئے جیسے بدترین عوامل کو شامل کر دیا گیا۔ جیسا کہ ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ بیمہ اشخاص اور کمپنیوں کے درمیان ایک خاص عقد کا نام ہے اس کی تعریف عام طور پر درج ذیل کی جاتی ہے۔

''یہ ایک تجارتی معاہدہ ہے جس میں ایک طرف صارف مقررہ مدت تک طے شدہ رقم اقساط کی صورت میں یا ایک ہی دفعہ ادا کر دیتا ہے، دوسری طرف ایک کمپنی ہوتی ہے جو اس ادا کردہ رقم کے عوض صارف کو ایک مقررہ مدت میں کچھ خاص چیزوں کی ضمانت دیتی ہے کہ اگر اس صارف کو کسی قسم کا نقصان ہوا تو کمپنی اس نقصان کی تلافی کرے گی، اگر نقصان نہ ہوا تو کمپنی مدت ختم ہونے کے بعد مکمل رقم یا کچھ رقم رکھ لیتی ہے اگر صارف قسطیں نہ ادا کر سکے تو معاہدہ ختم اور ادا کردہ رقم ضبط کر لی جاتی ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق اس قسم کا معاہدہ درج ذیل اسباب کی بنا پر حرام اور ناجائز ہے: اس معاہدہ میں دھوکہ اور لاعلمی ہے جسے عربی میں غرر کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس بیع سے منع کیا ہے جس میں دھوکہ کا عنصر شامل ہو۔[1]

علماء کرام نے غرر کی تعریف بایں طور کی ہے کہ ہر غیر معمولی، غیر طبعی اور غیر یقینی صورت حال غرر ہے جس کے پیش نظر کسی معاملہ یا لین دین کے ضروری پہلو متعین نہ کیے جا سکیں اور فریقین آخر وقت تک اس معاملہ میں غیر یقینی صورت حال سے دوچار رہیں کہ ان کے معاملہ کی اصل صورت بالآخر کیا ہو گی۔

بیمہ میں دھوکہ اس طرح ہے کہ جس نقصان کی ادائیگی طے کی گئی ہے اس کے ہونے نہ ہونے کے دونوں پہلو ہیں، وہ نقصان یا حادثہ مقررہ مدت میں ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا، صارف کو آخر وقت تک وہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ وہ اقساط ادا کرتا ہے اگر مدت ختم ہو گئی اور حادثہ پیش آیا نہ تو اس کی ادا کردہ اقساط ضبط کر لی جائیں گی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمپنی ایک ہی قسط وصول کرنے کے بعد حادثہ پیش آنے کی صورت میں نقصان کی تلافی کرنے پر مجبور ہوتی ہے، بعض اوقات پوری اقساط وصول کر لیتی ہے لیکن حادثہ پیش نہیں آتا۔ بہر حال یہ معاملہ سراسر ایک ''اندھا سودا'' ہے جس میں دھوکے کا پہلو نمایاں طور پر موجود ہے۔

اس معاہدہ میں جوا پایا جاتا ہے اور جوا کی تعریف یہ ہے کہ ایسا معاہدہ جس میں دو یا دو سے زیادہ آدمی شریک ہوں، ان میں سے صرف ایک کو نفع ہو اور باقی نقصان میں رہیں اور اس نفع کا مدار بھی محض اتفاق ہو، جوا میں کسی کو علم نہیں ہوتا کہ کون نقصان میں رہے گا اور کسے نفع ملے گا، بیمہ کا معاہدہ بھی یہی ہوتا ہے اس معاملہ میں دو شریک ہیں ایک صارف اور دوسرا کمپنی، ان میں سے کسی کو علم نہیں ہوتا کہ کون نفع لے گا اور کسے نقصان پہنچے گا، اگر معاہدہ ہوتے ہی نقصان ہو گیا تو کمپنی کی طرف سے خطیر رقم مل جاتی ہے جو اس نے ادا نہیں کی ہوتی۔ اس طرح اگر مدت پوری ہونے کے بعد حادثہ نہ ہوا تو صارف کی ادا کردہ رقم ضائع اور تمام رقم کمپنی کو مل جائے گی اور صارف کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس کاروبار کی بنیاد حادثہ ہے جو ایک اتفاقی چیز ہے۔ یہی معاملہ جوئے میں ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شیطانی عمل قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے ناپاک کام اور شیطانی عمل ہیں، ان سے اجتناب کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''[2]

اس کاروبار کے حرام ہونے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ اس میں سود شامل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ سارا معاہدہ ہی سود پر مشتمل ہوتا ہے کیونکہ صارف جو رقم اقساط کی صورت میں ادا کرتا ہے، حادثہ کے وقت اسے ادا کردہ رقم سے کہیں زیادہ مل جاتی ہے اور اسی کا نام سود ہے کیونکہ صارف کو زائد رقم اس رقم کے عوض ملتی ہے جو اس نے اقساط کی صورت میں ادا کی تھی۔ سود میں بھی یہی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کچھ رقم دوسرے کو دیتا ہے پھر خاص مدت کے بعد اس رقم کے عوض کچھ زائد رقم وصول کرتا ہے، جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اگر تم توبہ کر لو تو صرف اپنی رقم کے حقدار ہو۔''[3]

یہ کاروبار اس لیے بھی ناجائز ہے کہ اس پر عمل کرنے سے اسلام کا ضابطہ وراثت مجروح ہوتا ہے کیونکہ مرنے کی صورت میں زر بیمہ کا مالک وہ نامدار شخص بن جاتا ہے جو صارف نے اپنی زندگی میں نامزد کیا ہوتا ہے باقی ورثا اس سے محروم ہوتے ہیں، حالانکہ ضابطہ وراثت کے مطابق تمام شرعی ورثا اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بیمہ کا کاروبار قطعی طور پر ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ دھوکے، جوا، سود اور دیگر قباحتوں پر مشتمل ہے، اس لیے ایک مسلمان کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ بیمہ کے حرام ہونے کے متعلق ہم نے ایک تفصیلی فتویٰ جاری کیا تھا جو فتاویٰ اصحاب الحدیث (ص ۲۷۰ ج ۱) میں دیکھا جا سکتا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، البیوع: ۳۸۰۸۔

[2] المائدہ: ۹۰۔

[3] البقرۃ۲۷۹۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:251

محدث فتویٰ